JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

مجلہ ہمایوں کا تحریکِ آزادی اور قیامِ پاکستان میں کردار

AUTHOR(S)

* **Dr. Abdul Rasool Arshad**
Assistant Professor, Department of Urdu
Institute of Southern Punjab (ISP), Multan
** **Dr. Asif Jahangir**
Assistant Professor, Department of Urdu
Institute of Southern Punjab (ISP), Multan
*** **Muhammad Irfan**
Research Scholar, Department of Urdu
Institute of Southern Punjab (ISP), Multan

CONTACT
* abdulrasoolarshad1980@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: May 30, 2024
Accepted on: June 25, 2024
Published on: June 30, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 01, Page No: 154-167
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License
COPYRIGHT
©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

* ڈاکٹر عبدالرسول ارشد ** ڈاکٹر آصف جہانگیر *** محمد عرفان

مجلہ ہمایوں کا تحریکِ آزادی اور قیامِ پاکستان میں کردار

The Role of 'Humayun' Magazine in the Independence Movement and Establishment of Pakistan

ABSTRACT

Literary journals have played an important role in the promotion and development of Urdu language. There was a literary service. Humayun tried his best to make the Urdu movement a success. Humayun has been the best reflection of Eastern, cultural, scientific and literary life. Humayun created healthy literature and also expressed healthy values. Humayun tried to make literature bound to a specific oriental style of ethics and did not give it a specific standard. Humayun established a certain standard of literature and aesthetics. In 1937, Bashir Ahmed joined the Muslim League at Bar-at-Law. He was associated with the ideology of the two nations. According to Humayun's magazine, literature and politics are two different things. From 1946 until the founding of Pakistan, Humayun wrote very few articles on politics. When Pakistan was formed, an anthem was written in Humayun's Magazine in September. Humayun's views changed radically in November 1948.

KEYWORDS

Ideology, Anthem, Radically, Best Reflection, Literary Journals

اردو زبان کی ترویج و ترقی میں ادبی رسائل نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مدیر ''ہمایوں'' نے بابائے اردو کے مشن کو پنجاب میں 35 سال کامیاب بنایا اور ایک تحریک کا درجہ حاصل کیا۔ ''ہمایوں'' کے ادیب خاموش سوچ کے علم بردار تھے اور ان کا مقصد ادبی خدمت تھی۔ ''ہمایوں'' نے تحریک اردو کو کامیاب کرنے کی سر توڑ کوشش کی۔ ''ہمایوں'' مشرقی، تہذیبی، ثقافتی، علمی اور ادبی زندگی کی بہترین عکاسی کرتا رہا ہے۔ ''ہمایوں'' نے صحت مند ادب تخلیق کیا اور صحت مند اقدار کی ترجمانی بھی کی۔ ''ہمایوں'' نے ادب کو اخلاقیات کے مخصوص مشرقی انداز کا پابند بنانے کی سعی کی اور اسے ایک مخصوص معیار نہیں دیا۔ تخلیقی ادب پر لطافت اور شگفتگی محسوس ہوتی ہے۔ ادب و

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

جمالیات کا ایک مخصوص معیار قائم کیا۔ ''ہمایوں'' نے حلقہ اربابِ ذوق، رومانوی تحریک اور اس کے علاوہ ترقی پسند تحریک ادباء کو بھی جگہ دی۔ 1937ء میں بشیر احمد بار ایٹ لاء، مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اس وقت ''ہمایوں'' نے مفاہمت کی سیاست کو اپنایا کہ مسلم لیگ اور کانگرس باہمی سمجھوتے کے طور پر کام کریں، عملی سیاست کی بجائے نظریاتی سیاست پر مضمون شائع ہوتے رہے اس وقت جو مضامین بھی شائع ہوئے ان کا تعلق دونوں قوموں کے نظریے سے ہوتا تھا۔ مجلہ ''ہمایوں'' کے نزدیک ادب اور سیاست دونوں الگ الگ ہیں۔ مدیر ''ہمایوں'' مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا رکن ہونے کے باوجود وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلم اور کانگرس کے درمیان اختلاف پیدا ہوں۔ 1946ء سے قیامِ پاکستان تک ''ہمایوں'' نے سیاست پر بہت کم اداریے لکھے۔ جب پاکستان بنا تو ماہِ ستمبر میں مجلہ ''ہمایوں'' میں ایک ترانہ لکھا گیا۔ ''ہمایوں'' کے خیالات میں نومبر 1948ء میں یکسر تبدیلی آئی۔

انیسویں صدی کا جب اختتام ہوا تو ہندوستان کو سیاسی طور پر بہت بڑی تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑا ان بہت بڑی سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں نئی جماعت کی بنیاد رکھی گئی اور نئی تحریکوں کا آغاز ہوا۔ نئے نئے ادبی نظریات نے جنم لیا جس نے شروع میں اُردو کو نئے سرے سے بنانے سنوارنے میں مدد دی۔ ایک انگریز افسر مسٹر لے۔ او۔ ہیبزم نے سماج کی اصلاح کے لیے انڈین نیشنل کانگریس قائم کی۔ حکومت ہند کی طرف سے اس جماعت کی حمایت کی گئی ان کی سوچ یہ تھی کہ لوگوں کی نظر میں یہ ایک اپوزیشن جماعت ہو گی مگر اصل میں یہ جماعت انگریزی کی حفاظت کرے گی۔ اس کام میں ہندوستان کے بڑے راہنما بھی شامل تھے۔ دوسری طرف مسلمان راہنما سر سید احمد چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی توجہ علم حاصل کرنے کی طرف رہے اس لیے انہوں نے اس جماعت میں مسلمانوں کی شمولت کی مخالفت کی۔ سر سید احمد خان کی اس مخالفت کے نتیجے میں سوائے چند مسلمان رہنماؤں کے بڑی تعداد میں مسلمان اس جماعت سے کنارہ کش رہے۔ بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں مسلمانوں نے سوچا کہ ان کی ایک الگ جماعت ہونی چاہیے کیونکہ بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے کانگریس کے طرزِ عمل میں تیزی سے تبدیلی آ رہی تھی۔ اس کے علاوہ سوامی دیانند اور اُس کے حامیوں نے ہندوؤں میں مذہبی دشمنی کے جذبے کو ابھارا۔ پھر بال گنگا نے اپنی انتہا پسندی کی وجہ سے ہندومت کا نعرہ بلند کیا۔ اس سے کانگریس کے بارے میں مسلمانوں کا اعتماد ختم ہونے لگا۔ اس کا ثبوت اس بات سے بھی ملتا ہے کہ بنارس کے سالانہ جلسے میں سات سو چھبیس میں سے مسلمانوں کے صرف سترہ

مندوبین شریک ہوئے۔ 1950ء میں لارڈ کرائن نے جب بنگال کو مغربی بنگال اور مشرقی بنگال میں تقسیم کیا تو اس تقسیم سے مسلمان تعلیمی میدان میں بہتری کی طرف گامزن کر سکتے تھے، ہندوؤں کو یہ بات ناگوار گزری وہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ 1960ء میں مسلمانوں کا ایک وفد سر آغا خان کی راہنمائی میں وائسرائے لارڈ سے ملا۔ جس نے قومی اور صوبائی قانون ساز مجالس اور بلدیاتی انتخابات میں جداگانہ انتخاب رائے کا مطالبہ کیا۔ 1906ء میں نواب وقار الملک اور نواب ڈھاکہ کی رہنمائی میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی۔ 1937ء میں بشیر احمد بار ایٹ لا بھی اس میں شامل ہو گئے۔ وہ خود اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''مسلم لیگ کا عوامی دور اکتوبر 1937ء میں شروع ہوا اور اس وقت لکھنو میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پچیسویں سالانہ اجلاس میں اپنی قوم کے تجدید حیات کا نظارہ دیکھنے گیا۔ اور اس سے متاثر ہو کر پنجاب مسلم لیگ میں کام کرنے لگا۔''(1)

مسلم لیگ میں شمولیت کے باوجود ''ہمایوں'' نے اعتدال پسندی کا راستہ اختیار کیے رکھا۔ اس دوران بہت سی سیاسی تبدیلیوں کے باوجود ان کی کوشش ہوتی تھی کہ مسلم لیگ اور کانگریس باہمی سمجھوتے کے تحت کام کریں مگر ہندو مسلم اتحاد ختم ہوا جس سے دو قومی نظریے کی بنیاد پڑی کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں جو مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس دور میں فسادات شروع ہو گئے۔ آزادی کی تڑپ میں اضافہ ہوا مگر ''ہمایوں'' عملی سیاست کی بجائے نظریاتی سیاست پر مضامین لکھتا رہا۔ 1940ء میں قرارداد پاکستان لاہور کے موقع پر ''ہمایوں'' نے قائداعظم محمد علی جناح کو اپنے مکان ''المنظر'' مدعو کیا اور یہیں پر ہی ظہرانہ دیا اور پھر ان سے قیام پاکستان کی کہانی سنی۔

> ''آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور (22 تا 24 مارچ 1940ء) کے موقع پر مدیر ہمایوں نے مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ کے اعزاز میں اپنے مکان ''المنظر'' میں ایک لنچ کیا۔ شاید یہ سمجھا جائے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت ہے اور ہمایوں ایک خالص ادبی رسالہ ہے پھر اس کو اس سے کیا واسطہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک زمانے تک ہمایوں نے اپنی خالص ادبی حیثیت کو قائم رکھا اور اب بھی وہ حتی المقدور سیاسی میدان میں اترنا نہیں چاہتا لیکن اس کی اس

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

"خالصیت" کے معنی زندگی اور بالخصوص ہندوستان کی زندگی کے کسی شعبے سے قطعی علیحدگی کے نہیں ہو سکتی ہم گاہے بہ گاہے دنیا بھر کے سیاسی واقعات پر تبصرہ کرتے رہے ہیں۔ انڈیا نیشنل کانگریس کی پچاس سالہ جوبلی پر ہم نے اس کی مختصر تاریخ بیان کی۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم مسلم لیگ پر فرقہ وارانہ پن کے الزام سے گھبرا کر اس سے پہلو تہی نہیں کریں۔ یہ "نیشنل پن" اور "فرقہ وارانہ پن" ہمارے ہی وطن کی پیداوار ہے۔ یہ یہیں کی موقر ہستیاں ہیں ہمیں اس سے آئے دن واسطہ پڑتا ہے پھر ہم کیسے اپنی ادبی دنیا میں ان کو اچھوت قرار دے دیں اب زندگی کے مختلف شعبے ایک دوسرے سے اس قدر مربوط ہو رہے ہیں کہ ان کو قطعاً علیحدہ رکھنا ناممکن ہو گیا۔ لاہور میں مسلم لیگ کا ہفتہ اہم واقعات سے پر تھا 19 مارچ کو خاکساروں پر گولی چلی۔ 20 کا دن شبہات اور خطرات میں گزرا۔ 21 کو صدر لیگ کا پر جوش استقبال ریلوے اسٹیشن پر ہوا۔ 24،23،22 مارچ کو مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس باوجود انتہائی خدشات کے شان و شوکت اور نظم و ترتیب کے ساتھ منعقد ہوا۔ لیگ کا یہ اجلاس بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی میں ہندوستان میں مسلم اکثریت والے صوبوں کی آزادی کی قرارداد منظور کی گئی۔ لاہور میں دس سال ہوئے کانگرس نے ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا تھا۔ ان "آزادیوں" کا کیا نتیجہ نکلے گا کوئی نہیں کہہ سکتا؟ ہندوستان اور نوع انسان کے بہی خواہ امید کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کی دو قوموں کے درمیان مصالحت کا دروازہ بند نہ ہو۔"(2)

مندرجہ بالا تمام احساسات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ "ہمایوں" ہمیشہ دو قوموں کے درمیان باہمی سمجھوتے پر زور دیتے رہے وہ جو بھی مضامین شائع کرتے تھے ان کا تعلق دونوں قوموں کے نظریے سے ہوتا تھا۔ مدیر "ہمایوں" نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

"شملہ کانفرنس، وائسرائے کی کانفرنس، ہندوستانی لیڈروں کی کانفرنس جو کچھ بھی تھی ناکام رہی۔ بطور آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رکن کے نہیں، بطور ہندوستانی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

> کے نہیں، بطور پاکستانی کے نہیں بلکہ بطور ایک معمولی انسان کے کیا میں اس کانفرنس کے دور و نزدیک سے ایک نظر دیکھ سکتا ہوں۔"(3)

"ہمایوں" کے نزدیک ادب اور سیاست کو الگ الگ رہنا چاہیے۔ ہمیں اچھے مضامین اور اشعار کی غرض ہونی چاہیے لیکن سیاست، سیاستدانوں کا کام ہے ہمارا نہیں:

> "لیکن پھر کل شام نہرو کو سننے کے لئے اور گاندھی کو دیکھنے کے لئے اور جناح کو زندہ باد کہنے کے لئے ہزاروں ہندو مسلمان آرمزڈرل کی کوٹھی کے صحن میں اور سمرہل کے جنگل میں اور جناح مسجد (شملہ) میں جمع ہوئے۔ کلر اور دوکاندار اور طالب علم اور بیوپاری اور مزدور خداپرست اور آوارہ گرد اور فقیر اور امیر بھی بصر شوق لپک اور بصد شوق گھروں کو لوٹے یہ کیا تھا؟ اور کیوں؟ کیا یہ بھی بے وقوف تھے اور ان میں ادیب عقلمند؟ انگلستان ہندوستان کو سیاسی آزادی کا ایک خط پیش کرنا ہے۔ ہندوستان کی جماعتیں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان ٹکڑوں پر لڑتی جھگڑتی ہیں۔ ہر ایک اپنے حقوق پر اصرار کرتا ہے اور اپنی سیاست بازی کا یقین رکھتا ہے۔ لاکھوں کروڑوں ایک طرف، لاکھوں کروڑوں دوسری طرف، اور ان میں محض عوام اور جہلا کا طبقہ نہیں بڑے بڑے علماء اور عمائد اور ماہرین اور مہاتما اور قائد شامل ہیں۔ پھر کیونکہ ہم ان سب کو مخبوط الحواس کہہ کر ان سے منہ پھیر سکتے ہیں اور محض اپنے شعر و ادب میں منہمک ہو کر بقیہ زندگی چین سے گزار سکتے ہیں؟ یہ لوگ غلطی پر ہیں تو ہمیں بھی ان کے ساتھ شریک ہو کر غلط اور صحیح میں حصہ لیتا ہے اور ہمیں توفیق ہو تو غلط سے روک کر صحیح راستے کی طرف ان کی رہنمائی کرنی ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ رہنمائی محض مقررہ رہنماؤں کا اجارہ نہیں اس میں کبھی کبھی عام آدمی کو بھی دخل دینے کا حق حاصل ہے اور پھر ایک ادیب کیوں نہ وہ کہے جس کا وہ احساس کرے۔ سیاست، قوموں کی تقسیم، قوموں کی کشمکش اب یہ سبھی ہماری زندگی کا ایک ضروری جزو ہیں۔ پھر ادب برائے زندگی کیونکر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر زندگی سے قطع تعلق کر سکتا ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

گاندھی ساتارک الدنیا بھی دن رات سیاست میں غرق ہے۔ عام جاہل مزدور بھی کوئی جلوس جاتا ہے دیکھتا ہے تو زندہ باد مردہ باد کہتا اس میں شامل ہو جاتا ہے پس قوم کے شاعر اور ادیب اب اپنے بالا خانوں اور تہہ خانوں میں کب تلک مقفل ہو کر علیحدہ زندگی بسر کر سکتے ہیں؟ ان حالات میں ایک ادیب بلکہ ایک عام سمجھ دار آدمی بھی کر سکتا ہے تو یہی کہ واقعات میں حصہ لیکر دیکھے اور سمجھے کہ کسی واقعہ کی ماہیت اور اہمیت کیا ہے؟ ایک گروہ کیوں دوسرے سے برسرِ پیکار ہے۔ کیا ایک جماعت کسی بات میں دوسری سے تعاون نہیں کر سکتی؟ کیا عقلی دلائل چھوڑ کر عقلمند لوگ ہمیشہ سہی کبھی کبھی جل مل نہیں سکتے۔ علم وادب کا کام باہمی مفاہمت ہے۔ اگر یہ ہو سکے اور جب کبھی ہو سکے۔"(4)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ مدیر "ہمایوں" مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا رکن ہونے کے باوجود وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان اختلافات پیدا ہوں۔ وہ باہمی مفاہمت پر یقین رکھتے تھے اور دونوں کے آپسی اختلافات پر ان کے دل کو چوٹی سی لگتی تھی۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ یہ دونوں جماعتیں مل کر کام کریں۔

1946ء کا دور تھا جب حکومتِ برطانیہ نے کانگریس اور مسلم لیگ دو جماعتوں کو مرکزی حکومت میں شامل کرنے کے لیے سر سیٹفورڈ کرپس کو ہندوستان روانہ کیا۔ جنگ کے بعد ملک میں ایک آئین ساز اسمبلی کی تشکیل کے لیے جو ملک کے نمائندوں پر مشتمل ہو مختلف تجاویز پیش کیں۔ جبکہ دفاع کا شعبہ وائسرائے ہند کے پاس ہی رہے گا۔ اپنی الگ فیڈریشن بنانے کے خواہش مند صوبوں کی خواتین کا احترام کیا جائے گا۔ کانگریس نے کرپس تجاویز کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اس سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ دوسری طرف کرپس تجاویز میں پاکستان کے مطالبہ کے الفاظ واضح طور پر نہیں تھے اس لیے مسلم لیگ نے بھی اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔ کرپس مشن جب ناکام ہو گیا تو "ہندوستان چھوڑ دو" کے نام سے کانگریس نے ایک پر تشدد تحریک چلائی جس سے ملک میں تشدد انگیزی کے کئی واقعات رپورٹ ہوئے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

کانگریس کے ایک معتبر اور قابل رہنما نے مشورہ دیا کہ تقسیم کا اصول مان لینا چاہیے مگر کانگریس نے اس کی اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان مختلف مذاکرات کے دور ہوئے مگر ان کے درمیان کسی رائے پر اتفاق نہ ہو سکا۔ جنگ کے اختتام پر ہندوستان میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔ مسلمانوں نے اپنی چار سو اسی نوے نشستوں میں سے چار سو چھیالیس نشستوں پر کامیابی حاصل کر لی جو اس بات کا ثبوت تھا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی پسندیدہ اور واحد جماعت ہے۔ مارچ 1946ء میں حکومت برطانیہ نے تین مبصروں پر مشتمل ایک مشن ہندوستان روانہ کیا۔ اس مشن کا مقصد یہ تھا کہ دستور سازی کے لیے زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے حاصل ہو جائے۔ سیاسی رہنماؤں سے گفت و شنید کے بعد دستور ساز اسمبلی اور ایگزیکٹو کونسل کے لیے کرپس مشن نے درج تجاویز پیش کیں:

"۱۔ انڈین یونین کی دستور ساز اسمبلی کا انتخاب اس طرح ہو کہ صوبائی اسمبلیوں کے مسلمان اور غیر مسلم ممبر ہر دس لاکھ آبادی کے لئے ایک ایک ممبر الگ الگ منتخب کریں۔

۲۔ یونین صرف امور خارجہ، دفاع اور مواصلات کی ذمہ دار ہو۔

۳۔ ابتدائی اجلاس کے بعد دستور ساز اسمبلی تین فریقوں میں بٹ جائے۔

الف) مدارس، بمبئی، بہار، اڑیسہ، سی پی

ب) پنجاب، سرحد اور سندھ

ج) بنگال اور آسام

۴۔ انڈین یونین اور فریقوں کے دستور میں تبدیلی کے لیے دس سال بعد کوئی صوبہ تجویز پیش کر سکے گا۔

۵۔ دیسی ریاستوں پر برطانوی سیاست ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد انڈین یونین اور ریاستیں باہمی تعلق پیدا کر سکیں گیں۔

۶۔ اس دوران میں نظم و نسق چلانے کے لئے وائسرائے ایک عارضی حکومت بنائے گا جس میں بڑی پارٹیوں کے نمائندے لئے جائیں گے"۔(5)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

کانگریس اور مسلم لیگ نے ان تجاویز کو قبول تو کر لیا مگر کانگریس نے عارضی حکومت میں شمولیت سے اتفاق نہ کیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وائسرائے ہند نے وہ وعدہ جو اس نے مسلمانوں سے کیا تھا کہ عارضی حکومت بنائی جائے گی توڑ دیا اور ایسی حکومت قائم کر دی جو افسروں پر مشتمل تھی۔اس کے جواب میں مسلم لیگ نے بھی کرپس تجاویز کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس طرح الگ وطن کے حصول کی جدوجہد میں مزید تیزی آگئی۔ مسلمانوں کے ان اقدامات کے بعد کانگریس نے عارضی حکومت کے قیام پر رضامندی ظاہر کر دی اس چالاکی کے نتیجے میں صرف کانگریس کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس پر پورے ہندوستان میں فسادات برپا ہو گئے۔ مجبوراً مسلمانوں نے بھی 1946ءمیں مرکزی حکومت میں شمولیت پر رضامندی کا اظہار کیا۔وزیراعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی نے یہ اعلان کیا کہ 1948ءتک برطانوی حکومت اختیارات برطانوی ہند کو منتقل کر دے گی اور اس کے ساتھ وائسرائے ہند کو بھی تبدیل کر دیا لارڈ ویل کی جگہ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے ہند بن گیا اس نے اپنے منصوبے کے تحت یہ اعلان کیا کہ 15اگست 1947ءکو اختیارات دونوں وارث حکومتوں کو منتقل کر دیے جائیں گے ان دونوں حکومتوں کو یہ اختیار بھی حاصل ہو گا کہ وہ دولت مشترکہ سے علیحدہ ہو سکتی ہیں۔بنگال اور پنجاب اسمبلیوں کے مسلم اور مسلم اکثریت والے اضلاع سے الگ الگ یہ رائے لی جائے گی کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا پھر انڈین یونین میں رہنا چاہتے ہیں۔ سرحد، آسام، سندھ اسمبلی جہاں بھی رائے شماری کرائی گئی انہوں نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ دیا۔اس طرح 15اگست 1947ءکو ہندوستان اور پاکستان نے سامراجی نظام سے نجات حاصل کی۔ریڈکلف جو کہ سرحد کمیشن کا صدر تھا دو تین دن کے اندر ایک ثالثی فیصلہ دیتے ہوئے مشرقی پنجاب کی ثبات مسلم اکثریتی تحصیلوں کو ہندوستان میں شامل کر دیا۔

1946ءسے قیام پاکستان تک ''ہمایوں'' نے سیاست پر بہت کم اداریے لکھے مگر مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مقامات پر ''ہمایوں'' نے سیاست سے متعلق اپنے احساسات کا اظہار کیا۔1946ءمیں سیاست بحران کا شکار تھی ہر طرف فسادات پھیل چکے تھے۔ان حالات سے ادبی مجلہ ''ہمایوں'' بھی متاثر ہوا۔ایک عرصے کے بعد مئی 1946ءکے شمارے میں مدیر ''ہمایوں'' لکھتے ہیں:

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

> ''آج مدت کے بعد یہاں آتا ہوں۔ سیاست کا بھوت جو سر پر سوار ہوا۔۔ پیش نہیں یہ غلط ہے اچھا تو سیاست کا کھیل جو مجھ سے لپٹا۔ اب میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں لیکن کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔ میں شاید کمبل کو پوری طرح اور قطعی طور پر چھوڑنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ کمبل خوبصورت ہے؟ نرم ہے؟ یا گرم ہے؟ نہیں مجھے یاد آگیا کہ نپولین کے زمانے میں جب فرانسیسی جرمن پر چڑھ آئے اور جرمن لگے اپنے وطن کے لئے سینہ سپر ہونے تو صرف لڑنے والوں اور سیاست دانوں نے نہیں بلکہ لکھنے والوں اور پروفیسروں اور طالب علموں تک نے اپنا کام کاج چھوڑ کر میدان جنگ میں اترنا ضروری سمجھا۔ کیا اس وقت ہمارا بھی یہی کچھ حال نہیں آج ہمارے ملک پر اور ہماری قوم پر (کون سا ملک ہے اور کون سی قوم) ایک عجیب وقت آکر پڑا ہے۔ آج اس کی آزادی اور زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ آج وہ لوگ جنہیں اپنی روٹی کی فکر نہیں اور کئی فکر والے محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں لڑنا آئے نہ آئے قوم و ملک ہمیں میدان جنگ کی طرف بلا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی اپنا قلم پکڑے ہوئے اس کار زار میں آگھسا۔ قلم سے آدمی لڑ نہیں سکتا نہ زیادہ بول سکتا ہے لیکن آخر کچھ تو کرے گا۔''(6)

مندرجہ بالا اقتباسات سے مدیر ''ہمایوں'' کے نظریات کھل کر سامنے نہیں آتے کہ ان کی خواہش کیا ہے۔ البتہ اگست 1947ء کے شمارے میں ایک تحریر ''جہاں نما'' کے عنوان سے شمارے کی زینت بنی جو قاری کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔

> ''ہمایوں کا مسلک آج تک ادب و زبان کی خدمت کر رہا ہے اس کا دامن کبھی علمی سیاست سے ملوث نہیں ہوا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ نظری سیاسیات پر مقالات شائع کیے گئے اور بین الاقوامی مسائل کو انسانیت کی نظروں سے پرکھا گیا۔ تقسیم ہند اب ایک طے شدہ مسئلہ ہے اس کی افادیت یا عدم افادیت پر کچھ کہنا۔ ہمارا کام نہیں، سیاسین نے جو کچھ کیا بہتر کیا اور عین ممکن ہے کہ اس میں ملک کی بہبود مخصر ہو۔''(7)

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

یہاں پر بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ ''ہمایوں'' عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرتا رہا۔ 14اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا ستمبر میں ''ہمایوں'' میں ایک ترانہ لکھا گیا۔ اس کے بعد جنوری 1948ء کو میاں بشیر احمد مدیر ''ہمایوں'' نے اُردو کے بارے میں لکھنے کے ساتھ ساتھ سیاست کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ اس سلسلے میں ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ''گزشتہ سال جو انقلاب عظیم ہمارے ملک میں برپا ہوا آج اسی سے ہماری قومی و انفرادی زندگی کا ہر شعبہ متاثر نظر آتا ہے۔ آج ہمارا ملک وہ ملک نہیں آج ہماری قوم وہ قوم نہیں، فرد بھی وہ فرد نہیں رہا ہندوستان، پاکستان اور انڈیا بن گیا۔ قوم دو قوموں میں تقسیم ہو گئی۔ ملکی زبان بھی اس رسہ کشی میں منقسم یا منقلب ہوا چاہتی ہے انقلابی قوتیں کچھ اس طرح کام کر رہی ہیں کہ غالباً انڈیا زیادہ تر ہندوؤں کا ملک ہو جائے گا اور پاکستان زیادہ تر مسلمانوں تک۔ اُردو کو فی الحال ہندوستان سے دیس نکالا دیا جا رہا ہے اور وہاں ہندی کا دور ہے۔ ادھر پاکستان میں لا محالہ اُردو ہی جلد یا بدیر سرکاری زبان کا کام دے گی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ علیحدگی کب تک اور کہاں تک قائم رہے گی۔ سوال یہ ہے کہ کیا علیحدگی کے ہوتے ہوئے بھی ہم بعض باتوں میں مثلاً زبان کے بارے میں ایک حد تک کوئی قدر مشترک پیدا نہیں کر سکتے اس کا جواب آج ہم نہیں دے سکتے۔ اس کا جواب خود وقت ہی مہیا کر سکتا ہے۔''(8)

پنجاب اور بنگال کی تقسیم میں ماؤنٹ بیٹن اور ریڈکلف کی ناانصافی نے مسلمانوں کے دل پر گہری چوٹ لگائی۔ اس وہ طبقہ جو قیام پاکستان کے حق میں تھا وہ بھی اس کی مخالفت پر اتر آیا۔ ''ہمایوں'' کے خیالات میں نومبر 1948ء میں یکسر تبدیلی آئی۔ ''ہمایوں'' نومبر 1948ء کے شمارے میں لکھتا ہے:

> ''15اگست 1947ء سے ہم ایک نئے ملک کے شہری بن گئے ہماری قوم آزاد ہو گئی۔ صحیح ادب ہمیشہ زندگی کے ساتھ بدلتا ہے اب ہمارے آدمیوں کو صحیح اسلامی نصب العین اور پاکستانی قومیت کو فروغ دینا ہے۔ انہیں قوم کی آزادی کو برقرار رکھنا

ہے اور مستحکم کرنا ہے انہیں اکابر و عوام کے درمیان جو خلیج حائل ہے اسے پاٹنا ہے انہیں قوم کی آزادی کا مصرف بنانا ہے۔"(9)

اس دور میں پرانے لکھاریوں کی جگہ نئے لکھاریوں نے لے لی۔اس طرح "ہمایوں" کی تحریروں میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔رسالے نے مذہبی رنگ اختیار کیا۔1949ء میں بشیر احمد کو ترکی میں پاکستان کا سفیر مقرر کردیا گیا۔اس طرح انہوں نے ترکی روانگی اختیار کی۔

1946ء میں ترقی پسند تحریک نے بہت زور پکڑ لیا۔یہ دور اس تحریک کے پھلنے پھولنے کا دور کہلاتا ہے۔ مضامین،افسانوں اور نظموں کی تلخی میں اضافہ ہو گیا۔چونکہ اس سال فرقہ وارانہ فسادات میں بھی اضافہ ہوا جس کی وجہ سے مفکرین بھی متاثر ہوئے۔ان فسادات کی سب سے بڑی وجہ تقسیم بنگال ہے۔ان فسادات میں کئی گھرانے برباد ہو گئے۔اس دور میں "ہمایوں" نے بھی اس تحریک کا بھرپور ساتھ دیا۔"جہاں نما" نمبر 1946ء میں یوسف ظفر رقمطراز ہیں:

"دنیا بھر کے بھوکے عوام سرمایہ داری کے خلاف یک جہتی اور سرگرمی سے عمل پیرا ہیں۔وہ اپنی اقتصادی،سیاسی اور اخلاقی بدحالی کے وجوہ پر نظر کر رہے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں کہ جب تب سرمائے کے اشاروں پر وہ کٹھ پتلی کی طرح ناچتے رہے ان کی فلاح و بہبود کی تمام کوششیں اکارت جائیں گیں۔یہ بھوک اور افلاس کے مارے ہوئے لوگ اس جوئے سے خبردار رہیں جسے سرمایہ دار قومیں ان کی گردنوں میں ڈالنا چاہتی ہیں اور وہ وقت قریب آچکا ہے جب یہ لوگ ان جونکوں کو اپنے جسموں سے الگ کر کے کچل دیں انسانوں کا یہ ہجوم اب اندھا نہیں اس کے سامنے یہ حقیقت بے نقاب ہو چکی ہے کہ اس پر صدیوں سے مظالم روا رکھنے والی طاقت کا نام "قسمت" نہیں بلکہ ان سرمایہ داروں کی ہولناکی ہے۔"(10)

1946ء کے دور میں "ہمایوں" میں جو نظمیں شائع کی گئیں ان میں شدت پسندی نمایاں تھی۔ان نظموں میں لوگوں کے حالات اور ان کی زندگی کے بارے میں سچی تصویر پیش کی گئی اور ساتھ آزادی کے راگ بھی الاپے گئے ہیں۔اس دور میں ایسے مضامین لکھے گئے جو جذبہ حب الوطنی سے سرشار تھے۔ان میں سامراجی قوتوں کا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

مقابلہ کرنے، بائیکات اور قربانی کے جذبات کا کھل کر اظہار کیا گیا۔ 1946ء میں چھپنے والی نظموں کے چند اقتباس یہ ہیں:

اونچے پربت (قتیل شفائی)

"اونچے پربتوں پر ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے
جانے ان میں کیسی کیسی جنتیں آباد ہیں
صبح تک وہ میٹھی میٹھی گفتگو اک حور کی
خواب کی مانند وہ کس طرح کی راتیں یاد ہیں۔"(11)

کلکتے کا جو ذکر کیا (یوسف ظفر)

"کل یہی عورتیں ہوتی تھیں ساتھ آج نہ ہوں
زندہ ان بچوں کو تم گاڑ دیا کرتے تھے
یہی ایوان تھے روما میں چنار آسا کلی
اور تم ساز لیے رقص کیا کرتے تھے
آج ان نعشوں پہ تم رقص کرو شیر ہو تم
تم پہ انسان کا اطلاق ہونا ممکن ہے
ہاں خدا ساتھ ہے، معبد کے کنارے توڑو
کل تو تھا، بھوک کا دن، آج تمہارا ہے
آج ہر گھر کا مقدر ہے، چراغاں ہونا۔"(12)

کچھ یہی رنگ افسانوں پر بھی غالب ہیں۔ افسانوں میں بھی ترقی پسندانہ خیالات صاف چھلکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دو افسانوں کے اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

"پیسے کو میری زندگی میں دخل ہی نہیں، آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے سعادت نے پھر سوچا اور اب وہ باسط کی دوکان سے باہر اس سرمئی سیاہس سڑک پر دیکھنے لگا جو سید گی

کمیشن کے دفتر تک چلی گئی تھی۔ جیسے کسی نے پیمانہ رکھ کر اس دوکان اور دفتر کے درمیان یوں ایک لمبا سیدھا خط لگا دیا ہو۔ سعادت نے غنودگی کی سی حالت میں پہلے اپنے سوٹ اور پھر اس سیدھی سڑک کی طرف دیکھا گویا وہ اتنے اچھے کپڑے پہن کر۔ اس سیدھی سڑک پر چلتا ہوا گیارہ بجے کمیشن کے دفتر پہنچ جائے گا اور ہر مہینے چکر سے اڑھائی سو روپے جیب میں ڈال لیا کرے گا۔"(13)

پریم ناتھ پردیس کے ایک افسانے بے شرم کا ایک اقتباس غور سے دیکھئے:

"کیا چاہتے ہو؟ اس نے جبر سا محسوس کر کے پوچھا کیونکہ وہ اس وقت کسی سے باتیں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بوڑھے اور بچے سب ہاتھ پھیلا کر اس کے نزدیک آگئے پیسہ انہوں نے مشترکہ آواز میں ہنس کر کہا" پیسہ" سب نے سر کا اشارہ کر کے کہا" ہاں پیسہ" اس نے ایک ذلت آمیز قہقہہ لگایا اور بوڑھوں کے ہاتھوں کو دیکھنے لگا جن پر گوشت نہیں تھا صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں۔ اس کی سمجھ میں بچوں کا پیسہ مانگنا تو آگیا لیکن یہ بوڑھے، قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، بے حیا اور بے شرم، کتنی ڈھٹائی سے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔"(14)

جہاں تک مجلہ "ہمایوں" نے ادب، سیاست اور دیگر جہات میں کارہائے نمایاں سر انجام دیں وہاں "ہمایوں" اور مدیران "ہمایوں" نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ نظریاتی سیاست پر مضامین کو قرطاس کی زینت بناتے ہوئے موجودہ حالات میں عوام کی ذہنی آبیاری کی۔ صحت مند ادب کی ترجمانی اپنی جگہ ادبی جمالیات کا رنگ بھی اپنی جگہ لیکن جو کوششیں 1937ء سے لیکر 1948ء تک نظریاتی سیاست کو فروغ دیا وہ قابل تحسین ہے۔

حوالہ جات

1۔ میاں بشیر احمد، چند روز پاکستان کے دارالسطلنت میں، مشمولہ: ہمایوں، شمارہ فروری 1948ء
2۔ میاں بشیر احمد، بزم، مشمولہ: ہمایوں، شمارہ مئی 1940ء
3۔ مدیر، ہمایوں، شمارہ جون 1946ء
4۔ میاں بشیر احمد، بزم، مشمولہ: ہمایوں، شمارہ اگست 1945ء
5۔ مجلہ ہمایوں، شمارہ مارچ 1946ء
6۔ مدیر، ہمایوں، شمارہ مئی 1946ء
7۔ جہان نما، شمارہ اگست 1947ء
8۔ بزم، مشمولہ: ہمایوں، شمارہ جنوری 1948ء
9۔ مجلہ ہمایوں، شمارہ نومبر 1948ء
10۔ یوسف ظفر، جہاں نما، شمارہ نومبر 1946ء
11۔ قتیل شفائی، ہمایوں، شمارہ جون 1946ء
12۔ یوسف ظفر، ہمایوں، شمارہ ستمبر 1946ء
13۔ راجندر سنگھ بیدی، ہمایوں شمارہ، مئی 1946ء
14۔ پریم ناتھ پردیس، ہمایوں، شمارہ اگست 1946ء